

اہل اسلام اور مستشرقین کے مابین فکری اور عملی عناد کے اسباب: نتائج اور تدارک کے
بارے عملی اقدامات کا جائزہ

***Intellectual and Practical Hostility between Muslims and Orientalists:
An Analytical Study of Causes, Consequences, and Remedial Measures***

1. Mr. Saleem Ullah Masroor

Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Lakki Marwat, Pakistan.
Email: SaleemUllah.masroor@gmail.com

2. Dr. Mufti Kaleem Ullah

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Lakki Marwat,
Pakistan.
Email: kaleem@ulm.edu.pk

3. Mr. Abdur Rauf

Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Lakki Marwat, Pakistan.
Email: raufkpk363@gmail.com

Abstract

The intellectual and practical hostility between the Muslim world and Orientalists has remained a significant subject in academic, cultural, and political discourse. This conflict emerged from historical, religious, colonial, and ideological differences that shaped mutual perceptions over centuries. Orientalist scholarship, while contributing to the study of Islamic civilization, has often been criticized for presenting biased interpretations of Islam, Muslim societies, and Islamic history. On the other hand, some reactions from the Muslim world have been marked by mistrust, emotional responses, and limited academic engagement. The consequences of this conflict include the spread of Islamophobia, cultural misunderstandings, academic polarization, and weakened interfaith relations. Furthermore, media propaganda and political interests have intensified these tensions in the modern era. This study examines the major causes behind the intellectual and practical antagonism between Muslims and Orientalists, evaluates its social and ideological impacts, and highlights the need for constructive dialogue and scholarly cooperation. The research also proposes practical measures for reconciliation, including promoting authentic Islamic scholarship, encouraging academic exchange programs, strengthening interfaith communication, revising biased educational materials, and utilizing digital platforms for accurate representation of Islam. Mutual respect, objective research, and collaborative intellectual efforts are essential to reducing misconceptions and establishing peaceful coexistence between civilizations. The study concludes that balanced scholarship and positive engagement can play a vital role in overcoming prejudice and fostering global harmony.

Keywords: Orientalism, Islamophobia, Muslim-West Relations, Interfaith Dialogue, Intellectual Conflict

اہل اسلام اور مستشرقین کے درمیان فکری اور عملی عناد (تنازع و عداوت) ایک تاریخی حقیقت ہے جو

صدیوں پر محیط ہے۔ مستشرقین (Orientalists) وہ مغربی دانشور، محقق، مبلغ، یا سیاستدان ہیں جنہوں نے مشرق

وسطی اور اسلامی معاشروں کا مطالعہ کیا، مگر ان میں سے اکثر نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تعصب، بغض، اور منظم سازشوں کا جال بچھایا۔ یہ عناد محض علمی اختلاف نہیں بلکہ ایک منظم فکری اور عملی جنگ ہے جس کے اسباب میں صلیبی جنگیں، استعمار، یہودی و عیسائی مذہبی تعصبات، اور مغربی بالادستی کے عزائم شامل ہیں۔ اس عناد کے نتائج میں مسلمانوں کی تہذیبی کمزوری، اسلامی تعلیمات میں تحریف، مسلم معاشروں میں نفاق و انتشار، اور مغرب کے زیر اثر مسلم حکمرانوں کا ظہور شامل ہیں۔

مستشرقین کا تعارف، اغراض و مقاصد اور ان کی فکری جڑیں

مستشرقین کی تحریک دراصل مغربی مسیحی دنیا کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک منظم علمی و سیاسی حکمت عملی ہے۔ اس کے پیچھے صلیبی جنگیں، یہودی تعصبات، اور استعماری عزائم کارفرما ہیں۔ ان کا مقصد اسلام کی دعوت کو کمزور کرنا، قرآن و سنت میں تحریف کرنا، اور مسلمانوں کو ان کے دین سے دور کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"الَّذِينَ أَشَدَّ النَّاسَ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا"¹

"آپ ضرور پائیں گے کہ ایمان والوں کے سب سے زیادہ دشمن یہودی اور مشرک

ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہود و مشرکین کو مسلمانوں کا سخت ترین دشمن قرار دیا ہے۔ مستشرقین میں اکثریت یہودی اور مسیحی مذہبی تعصبات سے متاثر تھی۔ انہوں نے اسلام کے خلاف اپنی علمی تحقیقات کو ہتھیار بنایا۔ چنانچہ یہ آیت ان کے فکری عناد کی اصل جڑ کو واضح کرتی ہے۔ مسلمانوں کو اس حقیقت سے آنکھیں نہیں چرائی چاہئیں کہ یہود و نصاریٰ کی ایک بڑی تعداد دل سے اسلام سے عداوت رکھتی ہے۔ یہ عداوت محض ذاتی نہیں بلکہ ایک منظم فکری و عملی سازش ہے جو صدیوں سے جاری ہے۔ اس آیت سے مستشرقین کے رویوں کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ ایڈورڈ سعید نے بیان کیا ہے کہ:

"Orientalism is a Western style for dominating, restructuring, and having authority over the Orient. It is a political vision of reality whose structure promoted the difference between the familiar (Europe) and the strange (Orient)²".

"استشراق مغرب کا مشرق پر غلبہ حاصل کرنے، اسے نئے سرے سے ڈھالنے، اور اس پر اختیار جمانے کا ایک انداز ہے۔ یہ حقیقت کا ایک سیاسی تصور ہے جس کے ڈھانچے نے شناسا (یورپ) اور اجنبی (مشرق) کے درمیان فرق کو فروغ دیا۔"

ایڈورڈ سعید نے استشراق کو محض علمی مطالعہ نہیں بلکہ ایک سیاسی حکمت عملی قرار دیا۔ ان کے مطابق مستشرقین نے مشرق کو کمزور، عقب ماندہ، اور غیر مہذب دکھا کر مغربی بالادستی کو جائز قرار دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کی تہذیب کو مسخ کیا، ان کے مذہب کو خرافات سے جوڑا، اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مشرق مغرب کے زیر اثر ہی ترقی کر سکتا ہے۔ یہ فکری عناد کا وہ پہلو ہے جسے سعید نے بے نقاب کیا۔ مسلمانوں کو اس نکتے کو سمجھنا ضروری ہے کہ مستشرقین کی تحقیقات زیادہ تر مغربی سیاسی عزائم کی تکمیل کرتی ہیں۔ امام ابن قیم الجوزیہ بیان کرتے ہیں کہ:

"عَدُوُّ الْإِسْلَامِ قَدْ يَكُونُ مُتَلَبِّسًا بِصُورَةِ الْمُحَاقِقِ وَالْمُنَفِّينِ،
لِيَصْرِفَ النَّاسَ عَنِ الْحَقِّ بِالْبَاطِلِ"³

"اسلام کا دشمن کبھی کبھی محقق اور فن کار کا روپ دھار لیتا ہے تاکہ لوگوں کو باطل کے ذریعے حق سے ہٹا سکے۔"

ابن قیم نے بہت پہلے اس فریب کی نشاندہی کر دی تھی جو مستشرقین نے اختیار کیا۔ وہ علمی تحقیقات اور محققانہ انداز کے پردے میں اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ وہ قرآن کو تاریخی اعتبار سے چیلنج کرتے ہیں، حدیث پر اعتراضات اٹھاتے ہیں، اور اسلامی تاریخ میں فتنے پیدا کرتے ہیں۔ ان کا اصل مقصد مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کی حقیقت کو نکالنا اور انہیں شکوک و شبہات میں ڈالنا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان کے علمی بھیس میں آسانی سے نہ آئیں اور ان کی حقیقت کو پہچانیں۔ جہاں مستشرقین نے حق کی تحقیق کی، اسے قبول کیا جائے، جہاں انہوں نے باطل کو فروغ دیا، اسے رد کیا جائے۔

فکری عناد کے اسباب

اہل اسلام اور مستشرقین کے درمیان فکری عناد صرف ایک علمی اختلاف نہیں بلکہ اس کی متعدد جڑیں ہیں۔ تاریخی اعتبار سے صلیبی جنگیں، مذہبی اعتبار سے یہودی و عیسائی تعصبات، سیاسی اعتبار سے استعمار، اور معاشی اعتبار سے مشرق کے وسائل پر قبضہ کرنے کی کوششیں اس عناد کے اہم اسباب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

³ ابن قیم الجوزیہ، مفتاح دار السعادة، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2015ء، ج 1، ص 329

"وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا
مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ"⁴

"بہت سے اہل کتاب تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر کافر کر دینے کے خواہش مند ہیں،
محض حسد کی بنا پر جو ان کے دلوں میں ہے۔"

یہ آیت اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے حسد اور بغض کو بیان کرتی ہے۔ یہ حسد ہی اصل محرک ہے جو
مستشرقین کو مسلمانوں کے خلاف فکری جنگ پر ابھارتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیرنا چاہتے ہیں، ان
کے ایمان کو کمزور کرنا چاہتے ہیں، اور انہیں اپنے مذہب یا لادینیت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ حسد کی یہ علامات
آج بھی مستشرقین کی تحریروں میں واضح ہیں۔ وہ اسلام کی عظمت کو کم کرنے، رسول اللہ ﷺ پر اعتراضات
اٹھانے، اور قرآن کو تاریخی اور سائنسی اعتبار سے چیلنج کرنے میں لگے ہیں۔ مسلمانوں کو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ یہ
عناد محض علمی نہیں بلکہ جذباتی اور نفسیاتی ہے۔ برنارڈ لیوس نے بیان کیا ہے کہ:

"The Muslim world has always been the rival of
Christendom, and the conflict between them is not just
political but deeply theological"⁵.

"مسلم دنیا ہمیشہ سے عیسائی دنیا کی حریف رہی ہے، اور ان کے درمیان تنازعہ محض
سیاسی نہیں بلکہ گہرا مذہبی ہے۔"

برنارڈ لیوس خود ایک مستشرق ہیں مگر انہوں نے اس عناد کی مذہبی جڑ کو تسلیم کیا ہے۔ صلیبی جنگیں دراصل
مذہبی جنگیں تھیں جہاں عیسائی دنیا نے بیت المقدس پر مسلمانوں کے قبضے کو برداشت نہیں کیا۔ اسی طرح اسپین میں
مسلمانوں کی سیکڑوں سالہ حکومت کو ختم کرنے کے بعد مسیحی انتقام لیا گیا۔ یہ مذہبی عداوت آج بھی برقرار ہے۔
مستشرقین اس مذہبی عداوت کو علمی پردے میں چھپا کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ وہ اسلام کو ایک پر تشدد
مذہب، عورتوں پر ظلم کرنے والا مذہب، اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ قرار دیتے ہیں۔ یہ سب مذہبی تعصب کی علامات
ہیں۔ ابن خلدون بیان کرتے ہیں کہ:

"الْعَصَبِيَّةُ قَوِيَّةٌ بَيْنَ الْأُمَمِ الْمُخْتَلِفَةِ فِي الدِّينِ، وَكُلُّ أُمَّةٍ تَحْسُدُ
الْأُخْرَى عَلَى مَا آتَاهَا اللَّهُ"⁶

⁴ البقرہ، 109

⁵ Bernard Lewis, The Crisis of Islam: Holy War and Unholy Terror, Random House, New York, 2003, p. 27.

⁶ عبد الرحمن بن خلدون، مقدمة ابن خلدون، دار الكتاب المصري، قاہرہ، 2009ء، ج 1، ص 297

"مختلف مذاہب کی قوموں کے درمیان تعصب قوی ہوتا ہے، اور ہر قوم دوسری قوم

سے حسد کرتی ہے جو اللہ نے اسے دیا ہے۔"

ابن خلدون نے اپنی مشہور مقدمہ میں اس نفسیاتی حقیقت کو بیان کیا کہ مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان فطری طور پر تعصب اور حسد پایا جاتا ہے۔ ہر گروہ دوسرے گروہ کی کامیابیوں سے حسد کرتا ہے اور انہیں کمزور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مستشرقین کا معاملہ بھی اسی تعصب کی ایک شکل ہے۔ جب مسلمانوں نے تاریخ میں بڑی تہذیب اور سلطنت قائم کی، جب انہوں نے سائنس، طب، فلکیات، ریاضی اور فلسفے میں انقلابی کام کیا، تو مغرب کو رشک آیا۔ اس رشک نے انہیں مسلمانوں کے خلاف فکری محاذ کھولنے پر مجبور کیا۔ یہ عناد اس وقت تک نہیں ختم ہو گا جب تک یہ نفسیات موجود ہے۔

مستشرقین کے فکری حملوں کی اقسام اور طریقہ کار

مستشرقین نے مسلمانوں کے خلاف مختلف فکری حملوں کے طریقے اختیار کیے ہیں۔ ان میں قرآن و حدیث میں تحریف کی کوششیں، رسول اللہ ﷺ کی ذات پر اعتراضات، اسلامی تاریخ کو مسخ کرنا، مسلمانوں کو دین سے دور کرنے کے لیے سیکولر ازم اور لبرل ازم کا فروغ، اور جدید تشکیکات کا پرچار شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ

الْكَافِرُونَ" ⁷

"وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ (کی پھونکوں) سے بجھا دیں، اور اللہ اپنے نور کو

مکمل کرنے والا ہے اگرچہ کافر برامائیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی اس کوشش کا ذکر کیا ہے کہ وہ اسلام کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں۔ مستشرقین یہی کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی زبانوں اور قلموں سے اسلام کے خلاف ہزاروں کتابیں لکھیں، فلمیں بنائیں، اور میڈیا مہم چلائیں۔ وہ اسلام کو ایک پرانا، ظالمانہ، اور غیر منطقی مذہب قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا۔ چاہے کافر کیسا ہی چلائے، اسلام باقی رہے گا اور پھیلتا رہے گا۔ مسلمانوں کو اس آیت سے امید رکھنی چاہیے کہ مستشرقین کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں گی، لیکن اس کے ساتھ دفاعی اور علمی تیاری بھی ضروری ہے۔ ولیم موننگمری واٹ نے بیان کیا ہے کہ:

"The Western orientalists have often portrayed Muhammad as a false prophet, an impostor, or a man driven by lust for power and women, which is a gross distortion of history⁸".

"مغربی مستشرقین نے اکثر محمد ﷺ کو جھوٹے نبی، دھوکے باز، یا اقتدار اور عورتوں کی ہوس میں مبتلا شخص کے طور پر پیش کیا ہے، جو تاریخ کی سنگین تحریف ہے۔"

ولیم مونٹگمری واٹ خود ایک مستشرق ہیں مگر انہوں نے انصاف سے کام لیا اور تسلیم کیا کہ بہت سے مستشرقین نے رسول اللہ ﷺ کی ذات پر ناجائز حملے کیے ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو ایک عام انسان، سیاسی رہنما، یا جنگی کمانڈر تو مانا مگر نبوت کو تسلیم نہیں کیا۔ کچھ نے تو آپ ﷺ پر مرگی کا الزام لگایا، کچھ نے جنسی ہوس کا، کچھ نے اقتدار کی ہوس کا۔ یہ وہ فکری حملے ہیں جو مستشرقین کرتے رہے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ آپ ﷺ کی سیرت کو صحیح طریقے سے پڑھیں، اسے دنیا کے سامنے پیش کریں، اور ان اعتراضات کا علمی و عقلی جواب دیں۔ ابوالحسن الندوی بیان کرتے ہیں کہ:

"جَاءَ الْمُسْتَشْرِقُونَ يَحْمِلُونَ الْقُرْآنَ لِيَذْرُسُوهُ، وَلَكِنَّ أَكْثَرَ هُمْ جَاءُوا يَحْمِلُونَ الْحَقَّ عَلَى الْإِسْلَامِ فِي قُلُوبِهِمْ"⁹
 "مستشرقین قرآن کو پڑھنے کے لیے آئے، لیکن ان میں سے اکثر اپنے دلوں میں اسلام کے لیے بغض لیے آئے۔"

ابوالحسن الندوی نے بہت درست کہا کہ مستشرقین نے قرآن کا مطالعہ کیا لیکن وہ پہلے سے ہی اسلام سے بغض رکھتے تھے۔ انہوں نے قرآن کو سمجھنے کے بجائے اس میں عیب ڈھونڈے، اسے تاریخی طور پر چیلنج کیا، اور اس کے احکام کو پرانا قرار دیا۔ کچھ نے یہ دعویٰ کیا کہ قرآن حضرت محمد ﷺ نے خود لکھا، کچھ نے کہا کہ یہ عیسائی یا یہودی مصادر سے لیا گیا۔ یہ سب فکری حملے ہیں۔ الندوی نے مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ قرآن کو خود پڑھیں، سمجھیں، اور مستشرقین کے شبہات کا جواب قرآنی علوم کی روشنی میں دیں۔ قرآن اللہ کی کتاب ہے، اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، مگر مسلمانوں کو اس کے دفاع کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

⁸ W. Montgomery Watt, Muhammad: Prophet and Statesman, Oxford University Press, London, 1961, p. 229.

⁹ سید ابوالحسن علی الندوی، مآخذ خسر العالم بانحطاط المسلمین، دار ابن کثیر، دمشق، 2002ء، ص 189

عملی عناد کے اسباب

فکری عناد کے ساتھ ساتھ مستشرقین نے عملی عناد بھی کیا ہے۔ انہوں نے استعمار کے ذریعے مسلم ممالک پر قبضہ کیا، ان کے وسائل لوٹے، ان کی حکومتوں کو تباہ کیا، اور اپنے جاسوسی نیٹ ورکس کے ذریعے مسلمانوں کی کمزوریوں کا استحصال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ"¹⁰

"اور تم ان کے لیے تیار کرو جتنی قوت تم سے بن پڑے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے، تاکہ اس کے ذریعے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ کرو۔"

یہ آیت مسلمانوں کو حکم دیتی ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کے مقابلے کے لیے ہر قسم کی قوت تیار کریں۔ مستشرقین نے جہاں علمی ہتھیار استعمال کیے، وہاں ان کے سیاسی رہنماؤں نے عملی ہتھیار بھی استعمال کیے۔ استعمار نے مسلم ممالک پر قبضہ کیا، ان کے خزانے لوٹے، اور ان کی معیشتیں تباہ کیں۔ آج بھی امریکہ اور یورپ کے ہاتھوں مسلم ممالک کے تیل، قدرتی وسائل اور انسانی وسائل کا استحصال ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کو اس آیت پر عمل کرتے ہوئے اپنی فوجی، معاشی، اور تکنیکی قوت بڑھانی چاہیے تاکہ وہ دشمنوں کو خوف زدہ کر سکیں اور اپنے وسائل کی حفاظت کر سکیں۔ کمزوری ہی دشمن کو حملے پر اکسانے کا باعث بنتی ہے۔ جان فرینک نے بیان کیا ہے کہ:

"Western colonialism in Muslim lands was not just about economic exploitation; it was also about destroying Islamic identity and replacing it with Western values"¹¹.

"مسلم سرزمینوں میں مغربی استعمار محض معاشی استحصال کے بارے میں نہیں تھا، بلکہ یہ اسلامی شناخت کو تباہ کرنے اور اس کی جگہ مغربی اقدار لانے کے بارے میں بھی تھا۔"

جان ایسپوزیٹو نے استعمار کے ایک اور پہلو کو اجاگر کیا کہ وہ صرف دولت لوٹنے نہیں آیا تھا، بلکہ مسلمانوں کے ذہنوں کو بدلنے آیا تھا۔ انہوں نے مسلم ممالک میں مغربی تعلیمی نظام نافذ کیا، جس نے نئی نسل کو اپنے دین سے

¹⁰ الانفال، 60

¹¹ John L. Esposito, The Islamic Threat: Myth or Reality?, Oxford University Press, New York, 1999, p. 67.

دور کر دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو یہ سکھایا کہ اسلام پرانا اور غیر جدید ہے، مغربی طرز زندگی ہی ترقی کی ضمانت ہے۔ اس عملی عناد کے نتیجے میں آج بہت سے مسلمان اپنی زبان، لباس، رسم و رواج، اور یہاں تک کہ اپنے دین سے شرمندہ ہیں۔ ایسپوزیٹو یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ استعمار کا منصوبہ تھا، اور آج بھی جاری ہے۔ مولانا مودودی بیان کرتے ہیں کہ:

"جدید استعمار اجسام کے بجائے عقولوں کا استعمار ہے، وہ ہماری زمینوں سے پہلے ہمارے
افکار کو استعمار کرتے ہیں۔" ¹²

مولانا مودودی نے جدید دور کے استعمار کی حقیقت بے نقاب کی۔ پرانا استعمار زمینوں اور وسائل پر قبضہ کرتا تھا، لیکن نیا استعمار پہلے ذہنوں کو فتح کرتا ہے، پھر زمینیں خود بخود ہاتھ آ جاتی ہیں۔ مغرب نے میڈیا، فلموں، گانوں، انٹرنیٹ، تعلیمی نظام اور زبان کے ذریعے مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی ہے کہ مغرب ہی ترقی کی راہ ہے، مغرب ہی آزادی ہے، مغرب ہی خوبصورتی ہے۔ جب ایک مسلمان اپنے دین سے شرمندہ ہونے لگتا ہے، تو پھر وہ اپنی زمین اور وسائل کے تحفظ کے لیے بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ مودودی نے اس عملی عناد کے خلاف فکری جہاد کی اہمیت پر زور دیا۔

فکری و عملی عناد کے نتائج

اہل اسلام اور مستشرقین کے درمیان عناد کے مسلم معاشروں پر گہرے اور وسیع اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ علمی لحاظ سے مسلمانوں میں کمزوری، فکری انتشار، دینی شعور کی کمی، اور مغرب پر انحصار نے مسلم امت کو اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا" ¹³

"اور اللہ کبھی کافروں کو مومنین پر غلبہ کی راہ نہیں دے گا۔"

یہ آیت ایک اصولی وعدہ ہے کہ کافر مومنین پر حتمی غلبہ حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن یہاں ایک شرط ہے کہ مومن اپنی مومنانہ صفات کو برقرار رکھیں۔ اگر مسلمان کمزور ہو جائیں، اپنے دین سے دور ہو جائیں، باہمی اختلافات میں مبتلا ہو جائیں، تو اللہ کی یہ سنت یہ ہے کہ وہ کمزوروں پر طاقتوروں کو مسلط کر دیتا ہے۔ مستشرقین اور ان کے سیاسی بازوؤں نے مسلم معاشروں میں اس کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان پر غلبہ حاصل کر لیا۔ آج بہت سے مسلم ممالک

¹² سید ابوالاعلیٰ مودودی، تجدید و احیائے دین، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1980ء، ص 156

¹³ النساء، 141

براہ راست یا بالواسطہ مغرب کے تابع ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین کی طرف لوٹیں، متحد ہوں، اور اپنی قوت کو بحال کریں۔

تب اللہ کا یہ وعدہ پھر سے ظاہر ہو گا۔ برنارڈ لیوس نے بیان کیا ہے کہ:

"The decline of the Muslim world is directly linked to the success of Western colonialism and the internal weakness of Muslim societies that lacked renewal in thought and practice¹⁴".

"مسلم دنیا کا زوال براہ راست مغربی استعمار کی کامیابی اور مسلم معاشروں کی داخلی کمزوری سے جڑا ہے جن میں فکر و عمل میں تجدید کا فقدان تھا۔"

برنارڈ لیوس نے مسلم زوال کے دو بڑے اسباب بیان کیے۔ اول: مغربی استعمار نے مسلم معاشروں کو کمزور کیا، ان کے وسائل لوٹے، ان کے تعلیمی نظام کو تباہ کیا، اور ان کی حکومتوں کو اپنا تابع بنالیا۔ دوم: مسلم معاشروں میں خود تجدید کی کمی تھی۔ جبکہ مغرب نشاۃ ثانیہ، سائنسی انقلاب، اور صنعتی انقلاب سے گزرا، مسلمان اپنی روایتی سوچ میں جکڑے رہے۔ انہوں نے اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا، نئے چیلنجز کا جواب نہ دے سکے، اور دوسروں کی اندھی تقلید کرنے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج مسلم دنیا پوری طرح مغرب کے محتاج اور کمزور ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین کے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے جدید علوم و ٹیکنالوجی کو اپنائیں۔ اسماعیل الفاروقی بیان کرتے ہیں کہ:

"الْمُسْتَشْرِفُونَ نَجَحُوا فِي تَشْوِيهِ صُورَةِ الْإِسْلَامِ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ

أَنْفُسِهِمْ، فَأَصْبَحَ الْمُسْلِمُ يَحْجُلُ مِنْ إِسْلَامِهِ أَمَامَ الْعَرَبِ"¹⁵

"مستشرقین خود مسلمانوں کے نزدیک اسلام کی تصویر کو مسخ کرنے میں کامیاب ہو

گئے، چنانچہ مسلمان مغرب کے سامنے اپنے اسلام سے شرمندہ ہونے لگے۔"

اسماعیل الفاروقی نے اس عناد کے ایک انتہائی تباہ کن نتیجے کی نشاندہی کی ہے۔ مستشرقین کا اصل ہدف مسلمانوں کو خود ان کے اپنے دین سے دور کرنا تھا، اور وہ اس میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے۔ آج بہت سے مسلمان یورپ اور امریکہ میں جا کر اپنا نام بدل لیتے ہیں، اپنی اسلامی شناخت چھپاتے ہیں، اور مغربی رسوم و رواج کو اپناتے ہیں۔ کچھ تو اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ وہ اسلام کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ قرار دیتے ہیں۔ یہ خود کشی ہے۔ الفاروقی

¹⁴ Bernard Lewis, What Went Wrong? Western Impact and Middle Eastern Response, Oxford University Press, New York, 2002, p. 152.

¹⁵ اسماعیل راجی الفاروقی، الاستشراق فی میزان النقد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1990ء، ص 214

نے کہا کہ اس کا علاج یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے دین کی حقیقت سمجھائی جائے، اس کی خوبصورتی، اس کی عقلیت، اور اس کی عدل و انصاف کی روشنی دکھائی جائے۔ تب ہی وہ اپنے اسلام پر فخر کریں گے۔

جدید دور میں عناد کی نئی صورتیں

قدیم مستشرقین نے کتابیں لکھیں، لیکن جدید دور میں عناد کی نئی شکلیں سامنے آئی ہیں۔ میڈیا، سوشل میڈیا، فلمیں، نیوز چینلز، اور اسلاموفوبیا مہمات کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منظم پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالُونَ بِمَا أَخَذُوا أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ"¹⁶

"لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا جب وہ اس بات کی پرواہ نہیں کریں گے کہ انہوں نے حلال سے لیا یا حرام سے۔"

یہ حدیث اس زمانے کی پیش گوئی ہے جہاں اخلاقی اقدار ختم ہو جائیں گی اور لوگ حلال و حرام کی تمیز کھو دیں گے۔ یہی حال آج کا ہے۔ مغربی میڈیا نے جھوٹ، فحاشی، اور تشدد کو معمول بنا دیا ہے۔ وہ اسلام کے خلاف جھوٹی خبریں پھیلاتے ہیں، مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیتے ہیں، اور قرآن کو تشدد کا ذریعہ بتاتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر اسلاموفوبیا کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ لوگ بغیر تحقیق کے اسلام کے خلاف ہر بات قبول کر لیتے ہیں۔ یہ حدیث ہمیں خبردار کرتی ہے کہ ہم اس زمانے میں جی رہے ہیں، اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم خود بھی حلال و حرام کی تمیز رکھیں، اور دوسروں کو بھی اسلام کے بارے میں صحیح معلومات فراہم کریں۔ جان اسپوزیٹو نے بیان کیا ہے کہ:

"Islamophobia has become a multi-million dollar industry in the West, with hate preachers, fake experts, and media outlets spreading fear and hatred against Muslims"¹⁷.

"اسلاموفوبیا مغرب میں ایک کروڑوں ڈالر کی صنعت بن چکا ہے، جس میں نفرت پھیلانے والے مبلغین، جعلی ماہرین، اور میڈیا ادارے مسلمانوں کے خلاف خوف اور نفرت پھیلا رہے ہیں۔"

¹⁶ امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب ما یجنب من الشہوات، دار ابن کثیر، بیروت، 2002ء، حدیث نمبر 2059، ج 2، ص

¹⁷John L. Esposito, The Future of Islam, Oxford University Press, New York, 2010, p. 187

جان ایپوزیٹو نے اس حقیقت کو بے نقاب کیا کہ جدید دور میں اسلامو فوبیا ایک منظم کاروبار بن چکا ہے۔ بڑے بڑے میڈیا ہاؤس، سیاسی جماعتیں، اور مذہبی تنظیمیں مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلا کر پیسہ کما رہی ہیں۔ وہ جان بوجھ کر قرآن کی آیات کو سیاق و سباق سے ہٹ کر پیش کرتے ہیں، حدیث کے جعلی حوالے دیتے ہیں، اور مسلمانوں کی ہر غلطی کو پوری امت پر ڈھال دیتے ہیں۔ اس کا مقصد مسلمانوں کو معاشرے سے الگ تھلگ کرنا، انہیں اپنے دین سے شرمندہ کرنا، اور ان پر مغربی طرز زندگی مسلط کرنا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا پر اسلام کے بارے میں صحیح معلومات پھیلانیں، جعلی پروپیگنڈا کی نشاندہی کریں، اور اپنی اچھی مثال سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کریں۔ یوسف القرضاوی بیان کرتے ہیں کہ:

"إِنَّ الْإِسْلَامَ الْعَرَبِيَّ يُقَوْمُ بِحَمَلَةٍ شَرَسَةٍ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ، وَهُوَ يُصَوِّرُهُمْ عَلَى أَنَّهُمْ إِزْهَابِيُونَ وَرَجَعِيُونَ"¹⁸

"بے شک مغربی میڈیا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شدید مہم چلا رہا ہے، اور وہ انہیں دہشت گرد اور رجعت پسند کے طور پر پیش کر رہا ہے۔"

قرضاوی نے مغربی میڈیا کی اس مہم کی نشاندہی کی جو مسلمانوں کو دہشت گرد اور رجعت پسند ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ہر مسلح تحریک کو دہشت گردی کا نام دیا جاتا ہے، ہر مسلمان جہادی کو دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے، جبکہ دوسرے مذاہب کے اسی طرح کے عمل کو آزادی کی تحریک کہا جاتا ہے۔ مسلم معاشروں میں موجود چند خرابیوں کو پوری امت پر ڈھال دیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ عام مغربی لوگ مسلمانوں سے خوف کھانے لگیں، ان سے نفرت کرنے لگیں، اور پھر ان پر حملے کرنے کی حمایت کریں۔ قرضاوی نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے میڈیا کے ذریعے ان مہمات کا جواب دیں، حقیقت کو پیش کریں، اور اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے رکھیں۔

تدارک کے لیے شرعی اور علمی اقدامات

مستشرقین کے فکری اور عملی عناد کا تدارک صرف شکایت یا رد عمل سے نہیں ہوگا۔ مسلمانوں کو اپنے دین کی حقیقت کو سمجھنا ہوگا، علمی اور عملی طور پر تیاری کرنی ہوگی، اور اپنے وسائل کو استعمال میں لانا ہوگا۔ قرآن و سنت نے اس کی واضح ہدایات دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ"¹⁹

¹⁸ یوسف القرضاوی، الصلوة الإسلامية بين الجهد والالتزام، مكتبة وهبه، القاهرة، 2000ء، ص

"بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل لیں۔"

یہ آیت اس اصول کو بیان کرتی ہے کہ مسلمانوں کی بد حالی کا علاج یہ ہے کہ وہ خود اپنے اندر تبدیلی لائیں۔ مستشرقین کے حملوں سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو اپنے دین کی طرف لوٹنا ہو گا، علمی کمزوری کو دور کرنا ہو گا، اپنی معیشت کو مضبوط بنانا ہو گا، اپنی حکومتوں کو درست کرنا ہو گا، اور اپنے اندر باطنی اور اخلاقی انقلاب لانا ہو گا۔ جب مسلمان خود بدلیں گے تو اللہ ان کی حالت بدل دے گا۔ یہ تبدیلی کسی بیرونی مداخلت سے نہیں، بلکہ خود مسلمانوں کے اپنے ارادوں اور اعمال سے ہو گی۔ یہی مستشرقین کے خلاف سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ طارق البشری نے بیان کیا ہے کہ:

"The Muslim response to Orientalism should not be just defensive but creative: producing original scholarship, reviving ijtihad, and building a modern Islamic civilization²⁰".

"استشراق کے خلاف مسلم رد عمل صرف دفاعی نہیں بلکہ تخلیقی ہونا چاہیے: اصلاحی علمی کام کرنا، اجتہاد کو زندہ کرنا، اور ایک جدید اسلامی تہذیب کی تعمیر کرنا۔"

طارق البشری نے مسلمانوں کے لیے ایک فعال اور مثبت طریقہ کار پیش کیا ہے۔ صرف مستشرقین کے اعتراضات کا جواب دینا کافی نہیں، بلکہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے نئی تحقیق، نئی تصانیف، اور نئے علمی کام کرنے ہوں گے۔ انہیں اجتہاد کے دروازے کھولنے ہوں گے، نئے مسائل کا حل نکالنا ہو گا، اور جدید سائنس و ٹیکنالوجی کو اسلامی اصولوں کے مطابق استعمال کرنا ہو گا۔ یوں ایک جدید اسلامی تہذیب وجود میں آئے گی جو اپنی مثال آپ ہو گی۔ اس تہذیب میں نہ تو مغرب کی اندھی تقلید ہو گی، نہ ہی پیچھے ہٹنا ہو گا، بلکہ ایک نیا، ترقی یافتہ، اور اسلامی نظام ہو گا۔ محمود شلتوت بیان کرتے ہیں کہ:

"عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَأْخُذُوا الْعِلْمَ مِنَ الْغَرْبِ وَلَكِنْ يَفْطَرْتَهُمُ الْإِسْلَامِيَّةُ، يَصْفُونَهُ وَيُرَوِّضُونَهُ حَتَّى يَنْتَفِقَ مَعَ الشَّرِيعَةِ"²¹
 "مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مغرب سے علم لیں لیکن اپنی اسلامی فطرت کے مطابق اسے چھانیں اور اسے اس طرح ڈھالیں کہ وہ شریعت سے مطابقت رکھتا ہو۔"

²⁰ Tariq al-Bishri, The Muslim and the Orientalist: A Critical Study, International Institute of Islamic Thought, Herndon, 2005, p. 213.

²¹ محمود شلتوت، الاسلام عقيدة و شريعة، دار القلم، قاہرہ، 2010ء، ص 432

محمود شملتوت نے ایک متوازن موقف پیش کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو مغرب سے سائنس، ٹیکنالوجی، طب، انجینئرنگ اور دیگر مفید علوم لینے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ ضروری ہے۔ لیکن ان علوم کو اس طرح استعمال کرنا ہے کہ وہ اسلامی شریعت کے اصولوں کے خلاف نہ ہوں۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی ایجاد شراب، سود، یا حرام تعلقات کو فروغ دیتی ہے تو اسے مسترد کر دیا جائے۔ اسی طرح مغرب کے فکری اور فلسفیانہ نظریات (جیسے الحاد، سیکولرزم، فحاشی کی آزادی) کو سختی سے رد کر دیا جائے۔ یہی وہ حکمت عملی ہے جو مسلمانوں کو ترقی دے گی جبکہ ان کی اسلامی شناخت کو برقرار رکھے گی۔

عملی اقدامات

مستشرقین کے فکری و عملی عناد کا تدارک صرف نظری طور پر ممکن نہیں بلکہ عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ تعلیمی نظام کی اصلاح، میڈیا کا فعال کردار، سیاسی اتحاد، اور معاشی خود کفالت ہی وہ راستے ہیں جن سے مسلم امت مستشرقین کے حملوں کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّينِ"²²

"علم حاصل کرو خواہ چین ہی میں کیوں نہ جانا پڑے۔"

یہ حدیث مسلمانوں کو حکم دیتی ہے کہ وہ ہر جگہ سے علم حاصل کریں، چاہے وہ غیر مسلم ممالک ہی کیوں نہ ہوں۔ استشراق کے خلاف سب سے بڑا ہتھیار علم ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ جدید علوم کو سیکھیں، اپنے دین کو گہرائی سے سمجھیں، اور پھر اپنی زبان اور میڈیا کے ذریعے اسے پوری دنیا میں پھیلائیں۔ تعلیمی نظام میں اسلامی علوم اور جدید علوم دونوں کو یکجا کیا جائے۔ مسلم یونیورسٹیاں اور تحقیقی مراکز قائم کیے جائیں جو مستشرقین کے شبہات کا علمی اور تحقیقی جواب دیں۔ جب مسلمانوں کے پاس علم ہو گا تو وہ کسی کے پروپیگنڈے کا شکار نہیں ہوں گے۔ لہذا تعلیم کی اصلاح پہلا اور سب سے اہم عملی اقدام ہے۔ اگر مضمیاء عمری نے بیان کیا ہے کہ:

"The creation of a unified Islamic media that presents the true image of Islam, answers Orientalist claims, and connects Muslims worldwide is a strategic necessity"²³.

²² امام بیہقی، شعب الایمان، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2012ء، حدیث نمبر 1380، ج 2، ص 256

²³ Akram Diya al-Umari, Madinan Society at the Time of the Prophet, International Institute of Islamic Thought, Herndon, 1991, p. 387.

"ایک متحد اسلامی میڈیا کا قیام جو اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرے، مستشرقین کے دعووں کا جواب دے، اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو آپس میں جوڑے، ایک اسٹریٹجک ضرورت ہے۔"

اکرم ضیاء عمری نے میڈیا کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ آج مغرب کے پاس طاقتور میڈیا نیٹ ورک ہیں جو دنیا بھر میں اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے طاقتور میڈیا چینلز، نیوز ایجنسیاں، سوشل میڈیا پلیٹ فارمز، اور یوٹیوب چینلز بنائیں جو اسلام کو صحیح طریقے سے پیش کریں۔ ان میڈیا اداروں کو مستشرقین کے شبہات کا جواب دینا چاہیے، قرآن و سنت کی خوبصورتی کو دنیا کے سامنے رکھنا چاہیے، اور مسلم دنیا کے اتحاد کو فروغ دینا چاہیے۔ آج کے ڈیجیٹل دور میں میڈیا ہی سب سے بڑا ہتھیار ہے، اور مسلمانوں کو اسے استعمال کرنا آنا چاہیے۔ محمد عمارہ بیان کرتے ہیں کہ:

"لَا مَحِيدَ عَنْ إِقَامَةِ نِظَامٍ اِقتِصَادِيٍّ اِسلامِيٍّ يُحَرِّرُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ التَّبَعِيَّةِ لِلْعَرَبِ"²⁴

"اسلامی معاشی نظام کے قیام کے سوا کوئی چارہ نہیں جو مسلمانوں کو مغرب کی تابعیت سے آزاد کرائے۔"

محمد عمارہ نے معاشی خود کفالت پر زور دیا ہے۔ جب تک مسلم ممالک معاشی طور پر مغرب کے محتاج رہیں گے، وہ سیاسی اور فکری طور پر بھی ان کے محتاج رہیں گے۔ مستشرقین اور ان کے سیاسی بازوؤں نے مسلم ممالک کے معاشی نظام کو اپنے کنٹرول میں کر رکھا ہے۔ سودی بینکاری نظام، عالمی مالیاتی اداروں (World Bank، IMF) کا کنٹرول، اور قدرتی وسائل کا استحصال مسلمانوں کو کمزور رکھتا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ مسلم ممالک میں اسلامی معاشی نظام نافذ کیا جائے، جہاں سود ختم ہو، زکوٰۃ کا نظام ہو، اور حلال تجارت کو فروغ دیا جائے۔ معاشی آزادی کے بغیر فکری اور سیاسی آزادی ممکن نہیں۔ یہ ایک طویل المدتی حکمت عملی ہے۔

نتائج

* اہل اسلام اور مستشرقین کے درمیان عناد صدیوں پر محیط ایک حقیقت ہے جس کی جڑیں مذہبی تعصب، استعمار، حسد اور مغربی بالادستی کے عزائم ہیں۔

²⁴ محمد عمارہ، الاستشراق فی المیزان، دار الشروق، قاہرہ، 2015ء، ص 278

- * مستشرقین نے اسلام کے خلاف علمی تحقیقات کے پردے میں فکری حملے کیے، جن میں قرآن و سنت میں تحریف، رسول اللہ ﷺ پر اعتراضات، اور اسلامی تاریخ کو مسخ کرنا شامل ہیں۔
- * عملی عناد میں استعمار کے ذریعے مسلم ممالک پر قبضہ، وسائل کی لوٹ مار، اور مسلم شناخت کو ختم کرنے کی کوششیں شامل ہیں۔
- * جدید دور میں اسلاموفوبیا، میڈیا پروپیگنڈا، اور سوشل میڈیا مہمات کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلائی جا رہی ہے۔
- * اس عناد کے نتیجے میں مسلم معاشروں میں فکری کمزوری، دینی شعور کی کمی، اور مغرب پر انحصار پیدا ہوا ہے۔
- * بہت سے مسلمان اپنے دین سے شرمندہ ہونے لگے ہیں اور مغربی اقدار کو اپنانے لگے ہیں، جس سے ان کی اسلامی شناخت خطرے میں ہے۔
- * قرآن و سنت نے مسلمانوں کو دشمنوں کے خلاف تیاری، اتحاد اور علمی دفاع کا حکم دیا ہے۔
- * تدارک کے لیے تعلیمی نظام کی اصلاح اولین شرط ہے، جہاں اسلامی اور جدید علوم کو یکجا کیا جائے۔
- * ایک متحد اور طاقتور اسلامی میڈیا کا قیام ضروری ہے جو اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرے اور مستشرقین کے پروپیگنڈے کا جواب دے۔
- * معاشی خود کفالت اور اسلامی معاشی نظام کا نفاذ مسلمانوں کو مغربی تابعیت سے آزاد کر سکتا ہے، جس کے بغیر فکری اور سیاسی آزادی ممکن نہیں۔

سفارشات

- * مسلم ممالک میں نصاب کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ اسلامی علوم (قرآن، حدیث، فقہ، سیرت) اور جدید علوم (سائنس، ٹیکنالوجی، طب، انجینئرنگ) دونوں کو یکجا کیا جائے۔ مستشرقین کے شبہات کا جواب دینے کے لیے عقیدہ، فلسفہ اور تقابلی ادیان کے مضامین لازمی کیے جائیں۔
- * مسلم ممالک مل کر ایک طاقتور اور متحد میڈیا نیٹ ورک بنائیں جو متعدد زبانوں میں اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرے، مستشرقین کے پروپیگنڈے کا سائنسی اور عقلی جواب دے، اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کو فروغ دے۔ سوشل میڈیا پر مثبت مواد تیار کرنے والے نوجوانوں کی مالی اور تکنیکی مدد کی جائے۔

- * مسلم دنیا میں اعلیٰ تحقیقی مراکز قائم کیے جائیں جو استشراق، تقابل ادیان، اور جدید چیلنجز پر کام کریں۔ اجتہاد کے دروازے کھولے جائیں تاکہ نئے مسائل کا شرعی حل نکالا جاسکے۔ مستشرقین کی کتابوں کا تنقیدی جائزہ لیا جائے اور علمی رد تحریر کیا جائے۔
- * مسلم ممالک اپنے باہمی معاشی تعلقات مضبوط کریں، سودی بینکاری کے بجائے اسلامی بینکاری کو فروغ دیں، زکوٰۃ کا موثر نظام نافذ کریں، اور قدرتی وسائل کو قومی کنٹرول میں لے کر مغربی استحصال سے بچائیں۔ مسلم معاشی بلاک (جیسے OIC) کو فعال کیا جائے۔
- * مسلم ممالک سیاسی طور پر متحد ہو کر مغربی تسلط کے خلاف مشترکہ موقف اختیار کریں۔ ایک مشترکہ دفاعی نظام (جیسے اسلامی نیٹو) قائم کیا جائے تاکہ مسلم ممالک پر حملے کی صورت میں اجتماعی دفاع ممکن ہو۔ سفارتی سطح پر مستشرقین اور اسلاموفوبیا کے خلاف عالمی مہم چلائی جائے۔

خلاصہ کلام

اہل اسلام اور مستشرقین کے درمیان فکری اور عملی عناد ایک تاریخی حقیقت ہے جو صدیوں پر محیط ہے۔ مستشرقین سے مراد وہ مغربی دانشور، محققین اور مبلغین ہیں جنہوں نے مشرق وسطیٰ اور اسلامی معاشروں کا مطالعہ کیا، مگر ان میں سے اکثر نے علمی تحقیقات کے پردے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تعصب اور منظم سازشوں کا جال بچھایا۔ یہ عناد محض علمی اختلاف نہیں بلکہ ایک فکری، نفسیاتی اور عملی جنگ ہے۔ اس عناد کے متعدد اسباب ہیں۔ تاریخی اعتبار سے صلیبی جنگیں، جب مغربی عیسائی دنیا نے بیت المقدس پر مسلمانوں کے قبضے کو برداشت نہ کیا اور سینکڑوں سالہ خونریز جنگیں لڑیں، اس عناد کی بنیاد بنیں۔ مذہبی اعتبار سے یہودی اور عیسائی تعصبات، حسد، اور یہ عقیدہ کہ اسلام نے ان کے مذہبی غلبے کو چیلنج کیا، اس دشمنی کو ہوا دیتے رہے۔ سیاسی اور معاشی اعتبار سے استعمار نے مسلم ممالک پر قبضہ کیا، ان کے وسائل لوٹے، اور ان کی زمینوں پر اپنی حکومتیں قائم کیں۔ مزید برآں، مغربی بالادستی کے عزائم اور دنیا پر کنٹرول کرنے کی خواہش نے بھی اس عناد کو فروغ دیا۔ جدید دور میں اس عناد نے میڈیا، سوشل میڈیا، فلموں، نیوز چینلز، اور نام نہاد علمی تحقیقات کے ذریعے نئی شکلیں اختیار کر لی ہیں۔ اسلاموفوبیا کو ایک منظم صنعت بنا دیا گیا ہے جہاں جعلی ماہرین اور نفرت پھیلانے والے مبلغین مسلمانوں کے خلاف خوف اور عداوت پھیلانے میں مصروف ہیں۔

اس فکری اور عملی عناد کے مسلم معاشروں پر تباہ کن نتائج مرتب ہوئے ہیں۔ علمی اعتبار سے مسلمانوں میں فکری کمزوری، علمی جمود، اور اجتہاد کا خاتمہ ہوا۔ دینی اعتبار سے مسلمانوں کی بڑی تعداد اپنے دین سے دور ہو گئی، ان

کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے، اور بہت سے مسلمان اپنی اسلامی شناخت سے شرمندہ ہونے لگے۔ استعمار نے مسلم ممالک میں مغربی تعلیمی نظام نافذ کر کے نئی نسل کو اپنے دین اور ثقافت سے بیگانہ کر دیا۔ سیاسی اعتبار سے مسلم ممالک آج بھی براہ راست یا بالواسطہ طور پر مغربی طاقتوں کے تابع ہیں، ان کے حکمران مغربی مفادات کے تحت کام کرتے ہیں، اور ان کی خارجہ پالیسیوں پر مغرب کا غلبہ ہے۔ معاشی اعتبار سے مسلم ممالک کے قدرتی وسائل (تیل، گیس، معدنیات) مغربی کمپنیاں لوٹ رہی ہیں، اور سودی بینکاری کا نظام مسلم معیشتوں کو استحصال کا نشانہ بنا رہا ہے۔ سماجی اعتبار سے مسلم معاشروں میں نفاق، بے راہروی، خاندانی نظام کا خاتمہ، اور مغربی کلچر کا اندھا دھند فروغ ہوا ہے۔

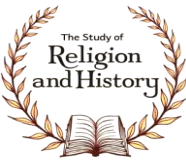
اس فکری اور عملی عناد کے تدارک کے لیے ایک جامع اور عملی حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ اولاً، تعلیمی نظام کی بنیادی اصلاح لازمی ہے۔ مسلم ممالک میں نصاب کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ اسلامی علوم (قرآن، حدیث، فقہ، سیرت، عقیدہ) اور جدید علوم (سائنس، ٹیکنالوجی، طب، انجینئرنگ، معاشیات) کو یکجا کیا جائے۔ نیز مستشرقین کے شبہات کا علمی و تحقیقی جواب دینے کے لیے اعلیٰ تحقیقی مراکز قائم کیے جائیں جو تقابل ادیان، استشرقیات، اور جدید فکری چیلنجز پر کام کریں۔ ثانیاً، ایک متحد اور طاقتور اسلامی میڈیا نیٹ ورک قائم کیا جائے جو متعدد زبانوں میں اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرے، مستشرقین کے پروپیگنڈے کا سائنسی اور عقلی جواب دے، اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو آپس میں جوڑے۔ سوشل میڈیا پر مثبت مواد تیار کرنے والے نوجوانوں کی مالی اور تکنیکی مدد کی جائے۔ ثالثاً، اجتہاد کی تحریک کو زندہ کیا جائے۔ مسلمان علماء کو چاہیے کہ وہ نئے مسائل کا شرعی حل نکالنے کے لیے اجتہاد کے دروازے کھولیں، جدید دور کے چیلنجز کا قرآن و سنت کی روشنی میں حل پیش کریں، اور ایک جدید اسلامی تہذیب کی تعمیر کریں جو نہ تو مغرب کی اندھی تقلید کرے اور نہ ہی پیچھے رہے۔

معاشی خود کفالت کے لیے اسلامی معاشی نظام کو نافذ کیا جائے۔ سودی بینکاری کے بجائے اسلامی بینکاری کو فروغ دیا جائے، زکوٰۃ کا موثر نظام قائم کیا جائے، اور مسلم ممالک اپنے قدرتی وسائل کو قومی کنٹرول میں لیں۔ مسلم معاشی بلاک (جیسے OIC) کو فعال کر کے باہمی تجارت اور تعاون کو فروغ دیا جائے تاکہ مغربی معاشی تسلط کو کم کیا جاسکے۔ سیاسی اتحاد اور مشترکہ دفاعی حکمت عملی اپنائی جائے۔ مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ سیاسی طور پر متحد ہو کر مغربی تسلط کے خلاف مشترکہ موقف اختیار کریں، ایک مشترکہ دفاعی نظام قائم کریں، اور سفارتی سطح پر اسلاموفوبیا اور مستشرقین کے پروپیگنڈے کے خلاف عالمی مہم چلائیں۔

اہل اسلام اور مستشرقین کے درمیان عناد ایک حقیقت ہے، لیکن اس کا علاج مایوسی یا جارحیت میں نہیں بلکہ علمی، عملی اور اخلاقی تیاری میں ہے۔ جب مسلمان خود اپنی حالت بدلیں گے، اپنے دین کو مضبوطی سے تھامیں گے، جدید علوم میں مہارت حاصل کریں گے، متحد ہوں گے، اور اپنے وسائل کو بروئے کار لائیں گے، تو اللہ کی مدد یقینی ہے۔ مسلم امت کا مستقبل تاریک نہیں، بشرطیکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے اور عملی اقدامات کرے۔

مصادر و مراجع

- * القرآن الکریم
- * ابن قیم الجوزیہ، مفتاح دار السعادة، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2015ء۔
- * اسماعیل راجی الفاروقی، الاستشراق فی میزان النقد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1990ء۔
- * امام بخاری، الجامع الصحیح، دار ابن کثیر، بیروت، 2002ء۔
- * امام بیہقی، شعب الایمان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2012ء۔
- * سید ابوالاعلیٰ مودودی، تجدید و احیائے دین، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1980ء۔
- * سید ابوالحسن علی الندوی، مآذ خسر العالم بانحطاط المسلمین، دار ابن کثیر، دمشق، 2002ء۔
- * عبدالرحمن بن خلدون، مقدمۃ ابن خلدون، دار الکتب المصری، قاہرہ، 2009ء۔
- * محمد عمارہ، الاستشراق فی المیزان، دار الشروق، قاہرہ، 2015ء۔
- * محمود شلتوت، الاسلام عقیدۃ و شریعت، دار القلم، قاہرہ، 2010ء۔
- * یوسف القرضاوی، الصحوة الاسلامیۃ بین الجہد والالتزام، مکتبہ وہبہ، قاہرہ، 2000ء۔
- * Madinan Society at the Time of the Prophet, International Institute of Islamic Thought, Herndon, 1991.

	THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY Vol.4, No.1, 2026	ISSN P: 3006-3329 ISSN E: 3006-3337
---	---	--

- * Muhammad: Prophet and Statesman, Oxford University Press, London, 1961.
- * Orientalism, Vintage Books, New York, 1979.
- * The Crisis of Islam: Holy War and Unholy Terror, Random House, New York, 2003.
- * The Future of Islam, Oxford University Press, New York, 2010.
- * The Islamic Threat: Myth or Reality?, Oxford University Press, New York, 1999.
- * The Muslim and the Orientalist: A Critical Study, International Institute of Islamic Thought, Herndon, 2005.
- * What Went Wrong? Western Impact and Middle Eastern Response, Oxford University Press, New York, 2002.